

شدہ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہاںپوری کی تالیف۔ "ابوالکلام یہ حیثیت مفسر اور محدث، یعنی یہ مشکل حل کر دیتی۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۴۴، زیر عنوان "بخاری شریف کے عجائب و دقائق" کے تحت مولانا آزاد کی یہ تحریر درج ہے۔

"حق یہ ہے کہ بقول علامہ ابن خلدون صحیح بخاری شریف کی شرح و تفسیر کا قرض اب تک امت کے ذمہ باقی ہے۔ بے شمار شرحوں اور حاشیوں کے بعد بھی اب تک ابن خلدون کا قول ویسا ہی صحیح ہے جیسا فتح الباری "علینی" وغیرہ سے پہلے تھا۔۔۔۔۔ اسی مسئلہ خلافت کو سامنے لاؤ۔ اور دیکھو کہ کس وقت نظر کے ساتھ ترتیب ابواب ہی میں اسلام کا "نظام شرعی" واضح کر دیا۔ اور اس مسئلہ کی ساری مشکلات حل کر دیں۔" اس کے بعد ۳-۴ صفحات میں اس عنوان کی وضاحت کے دلائل پیش کئے۔ اور بخاری شریف کی ترجیح ثابت کر دی۔

۱ میرے مزاج گرامی بخیر ہو گا۔ والسلام

دعاؤں کا طالب۔ ڈاکٹر شیر بہادر خان پتی۔ دارالشفاء ایسٹ آباد

مکرمی۔ السلام علیکم

مولانا لطف اللہ جہانگیر وی مرحوم کا
خان غازی کا بی کے نام ایک مکتوب

میں گذشتہ کئی دنوں سے سخت علیل ہوں۔ حوالاتوں میں رہنے کی وجہ سے صحت بہت خراب ہو گئی ہے۔ حضرت شیخ سے میرے لئے دعا کی درخواست کیجئے۔ میری یہ دونوں تحریریں شاید آخری ہوں کیونکہ میری حالت بہت خراب ہے۔ آپ کی دعاؤں کا محتاج۔ خان غازی

اس مضمون کا ایک عنوان یہ رکھا تھا "چند حسنینوں کے خطوط" مرزا غالب کے اس شعر سے مستعار ہے

چند تصویر بیتاں اور چند حسنینوں کے خطوط

بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ سامان نکلا

"غازی" جب "دارورسن" کے "امتحان" دینے کے بعد اور "غازی آباد" سے اپنے خانہ برباد میں یکم جنوری ۱۹۸۷ کو گئے تو زبان پر شاعر کا یہ شعر رواں دواں ہوا

چھٹے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ بھتا

وہ شاخ ہی نہ رہی جس پہ آشیانہ تھا

مکان (خانہ برباد) کا جائزہ لیا۔ تو ایک کونے میں دو خطوط نظر نواز ہوئے۔ ایک خط مولانا لطف اللہ صاحب مرحوم فاضل دیوبند آف جہانگیرہ کا اور دوسرا خان محمد یوسف خان (علیگ) آف علم سرسید ایسٹ آباد کا تھا۔ "مکتبہ برطرف" آج کی فرصت میں مولانا لطف اللہ مرحوم کا مکتوب ملاحظہ ہو۔

بخدمت جناب محترم صدیق قدیم خان غازی کا بی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

”مجھے کسی شخص کی رائی معلوم ہو کہ آپ نے رسالہ ”الحق“ میں میرے متعلق حالات دریافت کئے ہیں۔ پھر دوبارہ معلوم ہوا کہ آپ نے دوبارہ بھی اس پیچیدگان کے حالات دریافت کئے ہیں۔ افسوس کہ مجھے آپ کا پتہ معلوم نہ تھا کہ خط لکھوں اس تناکشت میں تھا کہ کل شام کو مولانا محمد یوسف بنوری کے گھر کے اور مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ”الحق“ میرے غریب خانہ پر میرے لڑکے کی شادی خانہ آبادی کی مبارک باد کے لئے تشریف لائے تو میں نے ان سے آپ کا پتہ معلوم کیا۔ اور آج اس قابل ہو گیا ہوں کہ آپ کو خط لکھوں۔“

جناب والا غازی صاحب! میں بقیہ حیات ہوں۔ کہہ چکی میں سات برس مولانا محمد یوسف بنوری کے ساتھ ایک مدرسہ کے قیام اور اجراء کے بعد کئی سال سے ”خانہ نشین“ اپنے گھر اور اپنے گاؤں میں مقیم ہوں۔ تقسیم وطن کے بعد کلی طور پر سیاسیات سے کنارہ کش ہوں۔ میری ایک آنکھ کی بینائی چاتی رہی ہے۔ اور ٹانگوں میں بھئی تکلیف ہے۔ ان دو بیماریوں کی وجہ سے تمام مشاغل چھوڑ دئے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اولاد کی نظر سے خوش نصیب ہوں اور مالی حالت بھی بھلائی جا رہی ہے۔

آپ (خان غازی کا بلی) جیسے اہل علم کے قدیم کا تصور کر کے متاسفانہ زندگی گزار رہا ہوں۔ ”مجلس احرار اسلام“ میں پندرہ برس گزارنے کے بعد سمجھ لیا کہ یہ جماعت ناکام ہو رہی ہے۔ اس لئے اسے چھوڑ کر قرآن و حدیث کی تدریس شروع کر دی۔ میرے دوستوں میں ایک مولانا محمد یوسف بنوری تھے جن کے ساتھ میری پچاس برس کی دوستی تھی۔ مگر درمیان میں سیاسی خیالات میں کچھ اختلاف ہو گیا۔ پھر بھی ان کی زندگی میں ان کی رفاقت میرے لئے زندگی کا سہارا تھی۔ گزشتہ سال ان کا انتقال ہو گیا۔ اور کچھ دنوں کے بعد میری اہلیہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ زندگی ہے مگر فقار قدیم کی عیحدگی کا صدمہ ناقابل برداشت ہے۔

مولانا عبدالقیوم پوپلزئی سخت بیماری میں صاحب فراش ہیں۔ ان کے شاگردوں میں الطاف حسین کا تیس برس پہلے انتقال ہو چکا تھا۔ مولانا غلام غوث صاحب کے ساتھ دوستی تھی وہ سخت اختلاف کی وجہ سے بالکل ختم ہو گئی۔

میرے چار لڑکے ہیں ایک حافظ قرآن اور عالم دین ہے۔ گزشتہ سال کی تحریک جو بھٹو کے خلاف تھی اور اس سے پہلے ”ختم نبوت“ کی تحریک میں برنامہ پیدا کیا تھا۔ عملاً مولانا مودودی صاحب کی جماعت سے رابطے ہیں۔ اس کے علاوہ اس سے چھوٹا لڑکا نابینا ہے۔ قیصر الطرک خلیج عرب ریاست متحہ امارات عربیہ میں ہسپتال کے بڑے ڈاکٹر ہیں۔ سب سے چھوٹا لڑکا بھی ابو ظہبی میں منسلک ہے۔ اور پرسوں اس کی شادی ہوئی ہے۔“

عملاً نصف صدی تک ”سرخ پوش تحریک“ کی امانت کرتا رہا لیکن جب سے افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب

آگیا ہے۔ اور پورے خان صاحب (سرحدی گاندھی) جو قیر میں یاؤں لٹکائے ہوئے ہیں آخری وقت میں کمیونسٹوں کی امداد کر رہے ہیں۔ اور کابل میں مقیم ہیں اس لئے ان سے سخت نفرت دل میں پیدا ہو گئی ہے۔ باقی پاکستان میں موجودہ حکومت مسٹر جناح کے بعد پہلی مرتبہ صحیح حکومت قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک پاکستان کو دین کے ایسے ہمدرد حکمران نصیب کرے۔ قوم کے اخلاق کو "بھٹو" بری طرح تباہ کر چکا ہے۔ ہر شخص دولت جمع کرنے کی فکریں ہے۔ خواہ حلال ہو یا حرام۔ بے حیائی اور مادر پدر آزادی "بھٹو" نے زیادہ کر دی ہے۔

"پاکستان میں قادیانی (احمدی) کمیونسٹ اور سوشلسٹ وغیرہ سب ملک کو تباہ کرنے کی فکر میں ہیں۔ افغانستان سے تقریباً ایک لاکھ افراد وزیرستان، چترال، باجوڑ اور صوبہ سرحد میں ہیں جو کمیونسٹوں کے ڈر سے اپنا دین اور ایمان بچانے کے لئے آگئے ہیں۔ اگر افغانستان لوگوں سے روپیہ اور سرمایہ نہ چھینیں تو کم از کم ایک تہائی افغان بھاگ کر پاکستان میں آجائیں۔"

"ہم کو تقسیم وطن کے وقت یہ اندازہ نہ تھا کہ اس طرح دونوں ملکوں میں علیحدگی ہو جائے گی۔ میرا بچپن دہلی میں گذرا ہے محلہ بلی ماراں کے حقانی منزل میں کئی سال بچپن کے گزار چکا ہوں۔ اور کوچہ رحمان کی مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرتا تھا۔ اور پڑھنے کے لئے کشمیری دروازہ کے مدرسہ امینیہ میں حضرت علامہ مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ کے پاس جایا کرتا تھا۔ خان والا نشان اور غازی احرار و کردار اس سے زیادہ کیا لکھوں اپنی زندگی کے نشیب و فراز مختصر طور پر لکھ دئے ہیں۔ کبھی کابل جاتے ہوئے سرحد سے گزرے ہو تو جہانگیرہ بھی منتظرین ہوتے۔ دہلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کے استاد غافل ہند محمد ابراہیم ذوق نے دیرینہ ہمدردوں کے بارے میں خدا جانے کس حالت میں لکھا اور کہا تھا۔

اے "ذوق" کسی ہمدرد دیرینہ کا ملنا

بہتر ہے ملاقات سیحی و خضر سے

غازی جیسے ہمدرد دیرینہ سے جہانگیرہ میں ملاقات ہوگی تو مسیحا و خضر کی ملاقات کا لطف حاصل ہوگا۔ اور شیخ محمد ابراہیم ذوق کے علاوہ اور بہت سی پرانی یادیں تازہ ہوں گی۔ والسلام۔

مخلص قدیم محمد لطف اللہ جہانگیرہ۔

نوٹ :- مولانا لطف اللہ صاحب کا مندرجہ بالا مکتوب اس زمانہ کا ہے جب کہ غالی عبدالغفار خان سرحدی گاندھی جلال آباد (افغانستان) میں تھے۔ اب تو صوبہ سرحد پاکستان میں آگئے ہیں۔ اور ان کے موقف میں شاید تبدیلی آگئی ہوگی۔

۲۶ رمضان - عہد پاکستان اور مجلس شوریٰ کو مبارک باد | یوم نزول قرآن - یوم قیام پاکستان - یوم حریت